أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ

ماهنامه

منہاج الحدیث

مدیر

حیدر علی سلفی

شمارہ

1

جولائی 2020

مضامین

منہاج الحدیث

جھوئرہ، شیخوپورہ، پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ

ماهنامه
منہاج الحدیث
شیخوپورہ

مدیر حیدر علی سلفی

معاونت

عمر فاروق بہاولپور | خرم شبیر السلفی
بابر علی سلفی | شفقت بھٹہ
رانا راؤف ایڈووکیٹ | محمد عرفان مغل

شمارہ جولائی 2020

خط و کتابت

مکتبہ منہاج الحدیث

مقام اشاعت

چوترہ شیخوپورہ

0300-7015212

اس شمارے میں

ابن حزم پر جہمیہ کا الزام

: حیدر علی سلفی

محدث اندلس، حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کو بعض لوگ جہمی کہتے ہیں - آیئے اس بات کا جائزہ لیں کیا حافظ ابن حزم اندلسی جہمی تھے یا پھر ان پر الزام لگایا گیا تھا ؟؟؟ ہم نے حافظ ابن حزم پر جہمیہ کے الزام کا رد آئندہ سطور میں پیش کیا ہے جس کے مطالعہ کے بعد آپ ان شاء اللہ اصل بات سے واقف ہو جائیں گے -

حافظ ابن حزم کا مختصر تعارف

ولادت

آپ رحمہ اللہ 29 رمضان 384 ھجری میں قرطبہ کے وسطی علاقہ اندلس میں پیدا ہوے

نام

علی بن احمد بن سعید بن حزم

نسب

علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن سفیان بن یزید بن ابوسفیان بن امیہ اموی
(طبقات الامم للقاضی صاعد بن احمد اندلسی، معجم الادباء جلد12 صفحہ 237 طبع الرفاعی)

آپ رحمہ اللہ کے جد امجد سیدنا یزید بن ابوسفیان جو سیدنا امیر معاویہ کے بھائی تھے ان کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کے اولین لشکر کا امیر بنا کر بھیجا
(معجم الادباء جلد 12 صفحہ 237، المقری جلد 6، صفحہ 203)

وفات

آپ رحمہ اللہ 28 شعبان 454ھ میں فوت ہوئے

چونکہ حافظ ابن حزم پر جہمیہ کا الزام لگایا گیا ہے اس لئے مناسب ہے جہمیہ کی تاریخ اور عقائد بیان کیا جائے اور پھر ان کا رد بھی حافظ ابن حزم کے قلم سے کیا جائے تاکہ اصل بات واضح ہو جائے کے حافظ ابن حزم سلفی، اھل السنہ اھلحدیث، تھے نہ کے جہمی۔

جہمیہ تاریخ و عقائد

جہمیہ کا بانی جہم بن صفوان ہے یہ شخص فرقہ جبریہ میں سے تھا جو اصلا کوفی نسل میں سے تھا یہ خلافت بنو امیہ کے دور میں نہر جیحون کے کنارے واقع شہر ترمذ میں پیدا ہوا جو حقیقتا یہودی تھا، صحیح ابن خزیمہ نے ابن قدامہ کے طریق سے ابو معاذ بلخی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جہم بن صفوان نہایت فصیح وبلیغ تھا لیکن علم سے بے بہرہ جاہل ہونے کے ساتھ اہل علم کی مجلسوں سے قطعا نا آشنا تھا اور صرف معرفت قلب کو عین ایمان سمجھتا تھا۔

اللہ تعالی کے بارے میں جہم بن صفوان نے تشبیہ کی نفی میں اتنی شدت برتی کہ وہ تعطیل وتجید کی دلدل میں جا گھسا ،
خلافت بنو امیہ کے آخری دور میں 130 ہجری میں مسلم بن احوز مازنی نے خراسان کے مشہور شہر مرو میں جہم بن صفوان کو قتل کر دیا ، اس طرح امت کو ایک فتنین سے نجات ملی ،اس کی طرف منسوب فرقہ کو، فرقہ جہمیہ کہا جاتا ہے لیکن جہمی خود اپنے آپ کو صوفیاء کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔

جہمیہ کے اعتقاد

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا قول ہے کے ایمان صرف اللہ کی معرفت کا رسول کو پہچاننے کا اور جو کچھ اللہ کے پاس سے اترا ہے اس پہنچاننے کا نام ہے قرآن مخلوق ہے اللہ تعالی نے موسی سے کلام نہیں فرمایا
اللہ تعالی کلام نہیں کیا کرتا نہ دیکھا جاتا ہے نہ اس کی کوئی مخصوص جگہ ہے نہ اس کا عرش ہے اور نہ کرسی ہے اور نہ وہ عرش پر ہے یہ لول میزان ، عذاب قبر اور جنت و دوزخ کے مخلوق ہونے کے قائل نہیں
اللہ تعالی نے کسی سے کلام نہیں کرے گا اور نہ قیامت کے دن کسی کو دیکھے گا نہ جنتی اللہ تعالی کو جنت میں دیکھیں گے _
(غنیتہ الطالبین حصہ اول صفحہ 214 طبع نفیس اکیڈمی کراچی)
اس کا عقیدہ تھا کہ انسان اپنے افعال میں مجبور محض ہے نہ اس میں قدرت پائی جاتی ہے، نہ ارادہ اور نہ اختیار ۔ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ نے انسان کو جبرا گناہو ں پر لگا رکھا ہے۔ ایمان کے بارے میں اس کا عقیدہ تھا کہ ایمان صرف معرفت کا نام ہے جو یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف سے با خبر ہیں وہ مومن ہیں یہ فرقہ اللہ تعالی کی صفات کا منکر تھا ۔یہ کہتا تھا کہ اللہ تعالی کو ان اوصاف سے متصف نہیں کیا جا سکتا جن کا اطلاق مخلوق پر ہوتا ہے ۔ان کے نزدیک اللہ تعالی کی تمام صفات کا انکار کرنا توحید ہے ۔
امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :جو کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالی علم و قدرت رکھتا ہے ، یا اُسے آخرت میں دیکھا جائے گا ،یا یہ کہے کہ قرآن اللہ کی طرف نازل ہونے والا کلام ہے جو مخلوق نہیں ، جہمیہ کے نزدیک وہ شخص موحد نہیں بلکہ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دینے والا یعنی مُشَبِّہ ہے ۔
(مجموع الفتاوی جلد 3 صفحہ 99)
جہمیہ کا کہنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کی تمام صفات مخلوق ہیں،وہ ایک ایسے خیالی خدا پر ایمان رکھتے ہیں جس کا تصور کرنا ذہن ہی میں ممکن ہے کیونکہ حقیقت میں جو بھی چیز وجود رکھتی ہے اُس کی صفات ہوتی ہے ۔صفات سے علیحدہ کسی ذات کا حقیقت میں وجود نہیں ہے ۔صفات کے انکار میں غلو کا یہ حال تھا کہ وہ اللہ کے بارے میں یہ بھی کہنا جائز نہیں سمجھتے تھے کہ اللہ ایک شے چیز ہے۔
امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :
جہم کا کہنا تھا :اللہ تعالی کوشيء کہنا جائز نہیں ،کیونکہ شيء اُس مخلوق کو کہتے ہیں جس جیسا کوئی اور پایا جاتا ہو ۔جبکہ تمام مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالی شيء ہے مگر وہ دیگر اشیاء کی مانند نہیں ہے ۔
(مقالات الاسلامیین جلد1 صفحہ 259)

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ (الانعام : 19)

پوچھیے سب سے بڑھ کر سچی گواہی کس شَیْءٍ کی ہو سکتی ہے ؟ کہہ دیجیے اللہ کی جو میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے ۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

تعطیل کرنے والے جہمیہ کاعقیدہ حقیقت میں وہی عقیدہ ہے جو فرعون کے ہاں پایا جاتا تھا۔وہ خالق اُس کے کلام اور دین کا انکار کرتا تھا۔جیسا کہ اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے

مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (القصص: 38) میں نے اپنے سوا تمھارے لیے کوئی معبود نہیں جانا۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (النازعات: 24) اس نے کہا میں تمھارا سب سے بہتر رب ہوں۔

فرعون جہمیہ کی طرح موسی علیہ السلام کے اللہ سے ہم کلام ہونے کا انکاری تھا ، اسی طرح وہ اس بات کا منکر بھی تھا کہ آسمانوں کے اوپر موسی علیہ السلام کا کوئی معبود ہے ۔

(مجموعتہ الفتاویٰ جلد 13 صفحہ 185)

اسی لیے جہمیہ کے عقیدہ نے حلول کی بنیاد رکھی جو کہ اللہ رب العالمین کے ساتھ صریح کفر ہے

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

جہمیہ کے جمہور عبادت گزارصوفیاء حلول کے عقیدہ کا اظہار کرتے تھے ... اس لیے اللہ کی صفات کی نفی کرنے والے جہمیہ شرک کی ایک قسم میں داخل ہیں ۔ہر معطل صفات کا انکار کرنے والا مشرک ہوتا ہے جبکہ ہر مشرک کا معطل ہونا ضروری نہیں ہے ،جہمیہ کا عقیدہ تعطیل کو لازم کرتا ہے ۔

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں

اوران کے نزدیک ایمان شیٔ واحد ہے دل میں ۔

(الایمان :ص 308)

اور امام بخاری فرماتے ہیں

نظرت فی کلام الیهود والنصاریٰ والمجوس فما رأیت قوما أضل فی کفرهم من الجهمیة وإنی لأستجهل من لا یکفرهم إلا من لا یعرف کفرهم وقال ما أبالی صلیت خلف الجهمي والرافضی أم صلیت خلف الیهود و النصاریٰ

(شرح السنہ للبغوی: 1/194,195،خلق افعال العباد: رقم 31, 51)

میں نے یہود و نصاری اورمجوس کے کلام میں غورو فکر کیا ہے پس میں نے کسی ایسی قوم کو نہیں دیکھا جو اپنے کفر میں جہمیہ سے بڑھ کر گمراہ ہوں اور جو ان کی تکفیر نہیں کرتا میں اس کو جاہل سمجھتا ہوں

سلام بن ابی مطیع رحمہ اللہ کہتے ہیں جہمیہ کفار ہیں۔یزید بن ہارون رحمہ اللہ کہتے ہیں: جہمیہ کفار ہیں۔

(الرد علی الجہمیہ :111)

البتہ وہ لوگ جو جہمی عقائد سے متاثر تو ہیں مگر غالی نہیں' ملت اسلام سے خارج نہیں ہیں بلکہ اُن کا شمار 72 گروہوں میں ہوتا ہے ۔
چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں
امام احمد رحمہ اللہ نے جہمیہ کے ہر فرد کو کافر نہیں کہا ،نہ ہر اس شخص کو کافر کہا کہ جس نے یہ کہا کہ وہ جہمی ہے۔نہ اسے کہ جس نے جہمیہ کی بعض بدعات میں ان کی موافقت کی ، بلکہ آپ نے قرآن کو مخلوق کہنے والے اُن جہمیہ کے پیچھے نماز پڑھی جو اپنی بدعت کی طرف بلانے والے ،اس پر لوگوں کا امتحان لینے والے اور جو ان کی موافقت نہ کرے اس کو سخت سزائیں پہنچانے والے تھے ۔آپ ان کو مومن مانتے اور ان کی امارت تسلیم کرتے اور انکے لیے دعا کرتے تھے۔
(مجموعہ الفتاوی جلد 7 صفحہ 507،508)
اس تمام بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کے جھمیہ کافر، جہنمی ہیں تو ان کے بقول ابن حزم کافر ٹھہرا معاذ اللہ_
جھمیہ کے عقائد آپ کے سامنے ہیں اب آیئے حافظ ابن حزم کے عقائد کا جائزہ لیتے ہیں ، حافظ ابن حزم اتباع بالسنہ کے معاملے میں بہت سخت تھے، آپ رحمہ اللہ نے ہی پہلی بار تقلید، اور قیاسی مذاھب کا رد کیا، یہ بات پڑھ کر رونا آتا ہے حافظ ابن حزم جہمیہ تھے حالانکہ آپ نے باب باندھ کا خوارج کا رد کیا، باب باندھ کر معتزلی کا رد کیا، جھمیہ کے باطل نظریات کا رد کیا جہم بن صفوان کو کافر قرار دیا- اھل حدیث کا تیسری صدی کا عظیم محدث ہو اور ایک دو ٹکے کا ملاں آ کر ان پر طعن کرئے اس کی مرمت کرنی چاہیے -
محلی ابن حزم کے اقوال کی بنیاد پر ان کو جہمی کہنے والو
محلی عقائد و مسائل کی کتاب ھے جس میں اقوال ہیں ان ضعیف اقوال کو ابن حزم کا مذہب مانتے ہو ؟ پھر سنن اربعہ، اور مسانید کی ضعیف احادیث کو بھی ان محدثین کا مذھب مان لو
شرم تو نہیں آتی ہو گی تیس مار خان بنتے ہوئے؟
قارئین حضرات جہمیہ کا عقیدہ ہے اللہ ایک شے ہے جبکہ اس کے برعکس حافظ ابن حزم کا عقیدہ کیا ھے
آپ نے اس بات کو کفر قرار دیااور فرمایا
لا تشبھہ عزوجل شئ من خلقا
اللہ مخلوق کی طرح شے نہیں ہے
(معجم الفقہ ابن حزم لشیخ الاسلام محمد منتقر باللہ الزمزی باب اللہ عزوجل جلد 1 صفحہ 124)
جھمیہ کا عقیدہ ہے اللہ آسمان دنیا پر نزول نہیں فرماتا ہے
جبکہ حافظ ابن حزم نے کہا نزل الاسما الدنیا
(معجم الفقہ ابن حزم لشیخ الاسلام محمد منتقر باللہ الزمزی باب اللہ عزوجل جلد 1 صفحہ 124)
جہمیہ کے ہاں قرآن مخلوق ہے جبکہ حافظ ابن حزم نے کہا
لیس القرآن مخلوق ھو کلام اللہ تعالی
قرآن مخلوق نہیں اللہ کا کلام ہے
اور جس نے انکار کیا فقد کفر
(معجم الفقہ ابن حزم لشیخ الاسلام محمد منتقر باللہ الزمزی باب اللہ عزوجل جلد 1 صفحہ 125)

حافظ ابن حزم نے تمام باطل فرقوں کا باب باندھ کا رد کیا جن میں سرفہرست جہمیہ ہیں
(ابن حزم السیرہ ، والفقہ للامام ابو زھرہ صفحہ 126، 127 طبع دار الفکر قاھرہ)
(ابن حزم از پروفیسر غلام احمد حریری صفحہ 197، 199)
اس کے علاوہ ملاحظہ ہو
منہج ابن حزم فی دراستہ الفرق تالیف صالح بن ضیف اللہ حمیدی طبع جامعہ ام القری
حافظ ابن حزم اپنی کتاب میں جہم بن صفوان کے تمام عقائد کو بیان کرنے کے بعد ان کو کافر قرار دیتے ہیں
(الدرۃ فیما یجب الاعتقاد للابن حزم صفحہ 578 طبع دار ابن حزم بیروت)

باطل فرقوں کے عقائد کے رد پر سے مفصل اور جامع کتاب میں دس صفات پر مشتمل باب باندھ کر حافظ ابن حزم نے جہمیہ کا رد کیا
(الفصل فی الملل والاھوا والنحل للابن حزم جلد 1 صفحہ 90)
اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق جہمیہ کے ساتھ جوڑنا بہت بڑا ظلم ہے۔
اللہ تعالی سے دعا ہے اللہ تعالی ہمیں حق بات کہنے کی توفیق عطاء فرمائے.....

محمد بن اسحاق اور منافقت حنفیہ

: حیدر علی سلفی

منہج اہل السنہ اہل الحدیث کے اکثر مسائل کی احادیث کے مرکزی راوی امام المغازی،استاد امام ابو حنیفہ،استاد قاضی ابو یوسف محمد بن اسحاق بن یسار مدنی ہیں۔
اہل حدیث سے دشمنی کی بنا پر کذاب اوکاڑوی اور گھمنی پارٹی دن رات محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کو کذاب، اور ضعیف ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ فرقہ حنفیہ کی اس دشمنی نے ان کو اس قدر ذلیل کیا ہے آپ حیران رہ جائیں گے
یاد رہے محمد بن اسحاق ثقہ، مدلس ہیں،اور ان کی معنعن روایات ضعیف ہوتی ہیں،مگر جب سماع کی تصریح اور متابعت موجود ہو تو ابن اسحاق کی روایت محدثین کے ہاں صحیح،حسن ہوتی ہے۔

حنفیوں کی منافقت دیکھیں ثقہ محدث کی روایت کو تو تسلیم نہیں کرتے،اور جب اپنے مذہب کی بات آتی ہے تو پھر مدلس کی تدلیس کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔
احناف کا اصول ہے کہ اگر کسی راوی پر جرح ہو اور مجتہد اس راوی سے حدیث روایت کرے تو مجتہد کا روایت کرنا اس جرح کو منسوخ کر دیتا ہے مولانا عبد الباری لکھنوی حنفی التعلیق المختار میں لکھتے ہیں۔
"فإذا استدل أبو حنيفة بحديث نعتقد أنه حكم بصحته و توثيق رجاله ولا نلتفت إلى من خالفه خصوصا إذا كان هو دونه في العلم والفقه ونحكم على الرجال أنهم موثقون مقبولون ولا نبالي بما قاله فيهم أرباب الظواهر من الضعف والجرح وغير ذالك من الوجوه القادمة في الثقاهة وإن صدر عن كبار المشاهير كالبخاري و مسلم
امام ابو حنیفہ جب کسی حدیث سے استدلال کریں تو اس کے بارہ میں ہمارا عقیدہ ہے کہ انہوں نے اس روایت کی صحت اور رجال کی توثیق کی ہے جو ان کے مخالف ہیں ہم ان کو نہیں دیکھا کرتے۔۔۔ رجال کی توثیق کے بارہ میں محدثین کی پرواہ نہیں کریں گے خواہ وہ جرح بخاری اور مسلم نے ہی کیوں نہ کی ہو"
التعلیق المختار علی کتاب الآثار صفحہ:72
امام ابو حنیفہ نے اپنے استاد محمد بن اسحاق سے اپنی مسند میں آٹھ احادیث بیان کی ہیں آٹھ کی آٹھ ہی تدلیس کے ساتھ، یعنی تمام کی تمام عنعنہ طریق سے
دیکھئے
مسند ابی حنیفہ للاصبہانی صفحہ :41طبع مکتبہ الکوثر الریاض

مجتہد مطلق امام صاحب کو اتنا بھی خیال نہیں آیا کہ محمد بن اسحاق تو دجال ہے ،کذاب ہے ،ضعیف ہے، ستم تو یہ ہے کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ ابن اسحاق تو مدلس ہے، یا تو امام صاحب کو اتنا پتہ ہی نہیں تھا یا پھر انہوں نے جھوٹ بولا ہو گا یہ فیصلہ تو احناف ہی کریں گے- البتہ مولانا عبد الباری لکھنوی کے مطابق محمد بن اسحاق سے تدلیس کا اعتراض بھی رفع ہو جاتا ھے-یہاں پہ ہی بس نہیں بلکہ

قاضی ابو یوسف نے محمد بن اسحاق سے اٹھائیس احادیث بیان کی ہیں جن میں بیس احادیث عنعنہ طریق سے بیان کی گئی ہیں حالانکہ ابنِ اسحاق مدلس ہیں

دیکھئے کتاب الخراج قاضی ابو یوسف طبع دار المعرفۃ بیروت لبنان

قاضی ابو یوسف کو بھی معلوم نہیں ہوا تھا کہ محمد بن اسحاق کذاب، دجال ہے،اس احادیث احکام میں ضعیف ہوتی ہیں، مگر آج کل کا مقلد جو جاہل ہوتا ہے اس کو پتہ چل گیا ہے-

یہ تو احناف کا منافقانہ کردار تھا جو بطور نمونہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے اب محمد بن اسحاق کی توثیق بھی ان کے گھر سے بیان کی جائے گی الحمد اللہ

ابنِ اسحاق کی توثیق

احناف کے علامہ ابنِ ہمام فرماتے ہیں امام ابن اسحاق "فثقة ثقة لا شبهة عندنا فی ذلك ولا عند محققی المحدثين"

محمد بن اسحاق ثقہ ہیں اور ان کے ثقہ ہونے میں ہمارے اور محدثین کے نزدیک کوئی شبہ نہیں

(شرح فتح القدیر،ھدایہ جلد1صفحہ 437، عربی مکتبہ عثمانیہ)

اگے مزید لکھتے ہیں

"ابن اسحاق پر امام مالک کی جو جرح ,,دجال من الدجاجلۃ,,اول تو ثابت نہیں، اگر ثابت ہے تو اہل علم نے اسے قبول نہیں کیا جبکہ امام شعبہ رحمہ اللہ نے کہا کہ محمد بن اسحاق رحمہ اللہ حدیث میں امیر المومنین کی حیثیت رکھتے ہیں،،

مزید لکھتے ہیں

"امام مالک رحمہ اللہ نے جو ان پر جرح کی تھی اس سے رجوع کر لیا تھا اور اس کے بعد صلح کر لی تھی

اوکاڑوی ٹولے کی منافقت دیکھیں، کہتے ہیں امام مالک نے محمد بن اسحاق پر جرح کی ہے جہاں پر جرح کا ذکر ہے وہاں پر جرح سے رجوع کا بھی ذکر موجود ہے بلکہ محمد بن اسحاق کی توثیق بھی وہاں پہ موجود ہے مگر کذابین کے گروہ کو وہ نظر نہیں آتی ملاحظہ ہو

کتاب الثقات ابن حبان جلد7 صفحہ:382طبع حیدر آباد دکن

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی جرح کا جواب

حافظ ذھبی نے تذکرۃ میں جو ذکر کیا ہے کہ ابن اسحاق سے حلال اور حرام احتجاج نہیں کیا جائے. اسکی روایات درجہ صحت سے گری ہوئی ہیں

تو خود علامہ ذھبی نے کثیر تعداد میں ابن اسحاق کی توثیق کی ہے بلکہ اسکی روایات کو حسن صحیح بھی کہا ہے

کان صدوقا من بحور العلم وله غرائب فی سعه ما روی تستنکر واختلف فی الاحتجاج به وحدیثه حسن وقد صححه جماعه"

کاشف جلد3 صفحہ 19

پھر علامہ ذھبی مزید فرماتے ہیں

"وکان بحرا من بحور العلم ذکیا حافظا طلابا لعلم اخبارا نسابه علامه قال شعبه هو امیر المومنین فی الحدیث وقال ابن معین هو ثقه ولیس بحجه وقال احمد هو حسن الحدیث"

ابن معین کے اقوال محمد بن اسحاق کے متعلق تو وہ میں نے ایک الگ جگہ جمع کر دیے ہیں الخ

پھر حافظ ذھبی المغنی میں کہتے ہیں "احد الاعلام صدوق قوی الحدیث"

(المغنی جلد 2 ص 552)

مزید فرماتے ہیں

"ثقه ان شاء الله صدوق احتج به خلق من الائمه لاسیما فی المغازی قال شعبه صدوق وقال احمد حسن الحدیث"

(دیوان الضعفاء صفحہ 245)

حافظ ذہبی ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"قال الذهبی فاعلی مراتبه (ای الحسن) بهز بن حکیم عن ابیه عن جده وعمرو بن شعیبه عن ابیه عن جده وابن اسحاق عن التمیمی وامثال ذلک مما قیل ابه صحیح" (الموقظہ فی علم مصطلح الحدیث صفحہ 32،33)

مزید لکھتے ہیں کہ

مذکورہ بالا اسناد کو بہت سے حفاظ نے صحیح بتایا ہے اور اسے مراتب صحیح کے ادنی درجہ میں شمار کرتے ھیں

اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں:

"فاما فی الاحکام فینحط حدیثه فیها عن رتبه الصحه الی رتبه الحسن الا فیما شذ فیه فانه یعد منکرا هذا الذی عندی فی حاله"

کہ احکام میں اسکی حدیث صحت کے درجہ سے کم حسن درجہ کی ہے. الایہ کہ اس میں شذوذ ہو وہ منکر شمار ہو گی میرے نزدیک اسکا حال یہ ھے

حافظ ذہبی نے اپنا خود کا فیصلہ جو ابن اسحاق کے متعلق تھا بیان کر دیا باقی رہا جو تذکرہ میں ذہبی کا کلام ہے تو اس بات کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ جہاں ابن اسحاق کی روایات شذوذ ومنکر ہو وہاں احتجاج نہیں ہو گا اور اسکی روایت صحت تک نہیں جاتی

مزید وضاحت کے لئے عرض ہے کہ "من تکلم فیہ وھو موثق" میں علامہ ذہبی ابن اسحاق کو صدوق کہا،اور میزان میں احد الائمہ الاعلام اور صالح الحدیث قرار دیتے ھیں میزان جلد 3صفحہ 249،248

نیز علامہ ذہبی نے ابن اسحاق کی ایک روایت کی سند کو "اسنادہ صالح" بتایا

(احادیث المختارۃ للذہبی حدیث 99صفحہ 150)

علامہ ذہبی نے کتاب العرش حدیث 19
پر اسحاق کی روایت کی سند کو حسن بتایا.

پھر اسی کتاب کی حدیث 113 پر ابن اسحاق کی روایت کو ابوداود اور نسائی کی شرط پر قرار دیا
جو روایت عقائد میں ہیں انکی متعلق بھی علامہ ذہبی تصحیح کرتے نظر آتے ہیں پھر بھی کچھ لوگ جو کہتے ہیں کہ علامہ ذہبی ابن اسحاق کو حجت نہیں سمجھتے

یہ ہی وجہ ہے عبدالحیٔ لکھنوی کہتے ہیں کہ جنھوں نے توثیق کو راجح کہا ہے ان میں حافظ ذہبی بھی شامل ہیں.
(السعایہ جلد صفحہ 372)

رہا جواب جرح کا تو ہم اس کی وضاحت پیش کر چکے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جہاں شاذ و منکر روایات ہو وہاں احتجاج نہیں ہو گا اسکی روایت صحت کے درجہ کو نہیں جائے گی چاہے حلال ہو یا حرام ہو

اسطرح تطبیق دی جاسکتی ہے اسکے باوجود بھی کوئی جامد مقلد ضدی ہو تو اسکے لئے عرض ہے کہ احناف کا اصول ہے جب ایک ہی جہت سے, یعنی ایک ہی محدث سے جرح تعدیل میں اختلاف ہو تو ایسی صورت میں ترجیح تعدیل کو ہو گی-
دیکھیے
(انھاء السکن از احمد تھانوی صفحہ 105 ، قواعد علوم الحدیث صفحہ 245 ابوغدہ حنفی، خیر الاصول فی حدیث رسول)

محمد بن اسحاق بن یسار کا حدیث میں مقام

علامہ زیلعیؒ حنفی نے کہا:
وابن إسحاق الأكثر على توثيقه ''اور ابن اسحاق کو اکثر نے ثقہ قرار دیا ہے۔'' نصب الرایہ جلد 4 صفحہ: 7
علامہ عینیؒ حنفی نے کہا:
إن ابن إسحاق من الثقات الكبار عندالجمهور
''بے شک ابن اسحاق جمہور کے نزدیک بڑے ثقات (ثقہ راویوں) میں سے ہے۔'' عمدۃ القاري جلد 7صفحہ: 270
محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی نے کہا
''جمہور علماء نے اس کی توثیق کی ہے۔
سیرت المصطفیٰ جلد1صفحہ: 76
نیز دیکھئے تبلیغی نصاب از محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی صفحہ: 595 وفضائل ذکر صفحہ:117
احمد رضا خان بریلوی نے کہا:
محمد بن اسحاق تابعي ثقه امام السیر المغازي الأمن والعلي صفحہ: 170
احمد رضا خان نے مزید کہا:
''ہمارے علماء کرام قدست اسرار ہم کے نزدیک بھی راجح محمد بن اسحاق کی توثیق ہی ہے۔'' منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین صفحہ 145 حاشیہ
بعض لوگوں نے ابنؒ اسحاق کی احکام میں روایات پر جرح کی ہے لیکن جمہور محدثین نے احکام میں بھی انہیں صحیح الحدیث و حسن الحدیث قرار دیا ہے۔ چند حوالے درج ذیل ہیں۔
① ابن خزیمہ حدیث: 15
② ابن حبان الاحسان حدیث: 1077 دوسرا نسخہ حدیث: 1080
③ الترمذی حدیث: 115 وقال : ھذا حدیث حسن صحیح
④ الحاکم المستدرک حدیث: 1786 وقال : ھذا حدیث صحیح الاسناد
⑤ الذہبی تلخیص المستدرک جلد 1صفحہ 486 وقال : صحیح
محمد بن اسحاق کی بیان کردہ فاتحہ خلف الامام کی حدیث کو درج ذیل اماموں نے صحیح، حسن اور جید قرار دیا ہے۔
⑥امام دارقطنی حدیث: 1200 وقال : ھذا إسناد حسن
⑦ امام بیہقی
کتاب القرأت خلف الامام ص 58 ص 114 وقال : وھذا إسناد صحیح
⑧امام ابوداؤد
بحوالہ التلخیص الجبیر حدیث: 344
⑨ امام خطابی
معالم السنن حدیث: 252 وقال : وإسنادہ جید لاطعن فیہ وغیرھم
اس حدیث کے راوی محمد ابن اسحٰق قابل بھروسہ نہایت سچے اور امام ہیں

احمد رضا بریلوی اور ابن اسحاق

احمد رضا بریلوی اپنی کتاب رسالہ شمائم العنبر میں محمد بن اسحاق کی توثیق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

امام شعبی محدث ابوزرعہ اور ابن حجر نے رفرمایا :" صدوق" یہ بہت سچے ہیں ۔

امام عبدالوہاب ابن مبارک فرماتے ہیں :" ہم نے انہیں " صدوق "پایا ہم نے انہیں " صدوق "پایا ،ہم نے انہیں " صدوق" پایا ۔"

امام عبداللہ ابن مبارک ، امام شعبہ ، سفیانین ثوری ، ابن عیینہ اور امام ابویوسف نے ان سے کتاب الخراج میں بہت زیادہ روایتیں کی ہیں اور انکی شاگردی اختیار کی ۔

امام ابوزرعہ دمشقی نے فرمایا :۔

" اجلہ علماء کا اجماع ان سے روایت کرنے پر قائم ہے اور آپ کو اہل علم نے آزمایا تو اہل صدق وخیر پایا ۔"

ابن عدی نے کہا :۔

"آپ کی روایت میں ائمۂ ثقات کو کوئی اختلاف نہیں، آپ سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔"

امام علی ابن المدینی نے کہا:۔

کسی امام یا محدث کو ابن اسحاق پر جرح کرتے نہیں دیکھا "

امام سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں :۔

میں ستر سال سے اوپر ابن اسحاق کی خدمت میں رہا ، اہل مدینہ میں سے کسی نے ان پر اتہام نہیں رکھا ، نہ ان پر تنقید کی ۔

امام معاذ نے فرمایا :۔

"ابن سحق سب لوگوں سے زیادہ یاد رکھنے والے تھے ۔"

امام ابو اللیث نے فرمایا :۔

یزید بن حبیب سے روایت کرنے والوں میں ابن اسحاق سے زائد ثبت کوئی نہیں "

ابن یونس فرماتے ہیں کہ ابن یزید بن حبیب سے اکابر علماء مصر نے روایت کی ، عمر وبن حارث ،حیوۃ ابن شریح، سعید ابن ایوب اور خود لیث بن سعد یہ سب کے سب ثقہ اور ثبت ہیں اور پانچویں یحیی بن ایوب غافقی صدوق ہیں اور رجال شیخین میں سے ہیں ۔اور عبداللہ بن ھیبہ صدوق اور حسن الحدیث ہیں۔ ان کے بارے میں اسی امر پر ائمہ رجال کی رائے مستقر ہوئی اور عبداللہ بن عیاش ہیں یہ دونوں مسلم کے راویوں میں سے ہیں ، ان کے علاوہ سیلمان تیمی بصری ، زید بن ابی انیسہ یہ دونوں حضرات ثقہ اور رواۃ صحیحین میں سے ہیں افراد ہیں تو بقول امام ابوالليث ابن اسحق ان سب سے افضل ہوئے ۔

امام شعبہ نے فرمایا :۔

" میری حکومت ہوتی تو میں ابن اسحاق کو محدثین پر حاکم بناتا ، یہ تو امیر المومنین فی الحدیث ہیں ، ایک روایت میں ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا ، آپ ایسا کیوں کہتے ہیں تو حضرت شعبہ نے فرمایا ان کے حفظ کی وجہ سے ، دوسری روایت میں ہے حدیث والوں میں اگر کوئی سردار ہوسکتاہے تو وہ محمد ابن اسحق ہیں ۔"

علی ابن المدینی سے روایت ہے :۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حدیثیں چھ آدمیوں میں منحصر ہیں پھر ان سب کے نام گنوایئے اور فرمایا اس کے بعد بارہ آدمیوں میں دائر ہیں اور ابن اسحاق ان بارہ میں ہیں
امام زہری فرماتے ہیں :۔
"مدینہ مجمع العلوم رہے گا ، جب تک یہاں محمد بن سحاق قیام پذیر رہیں گے " آپ غزوات کی روایتوں میں ابن اسحاق پر ہی بھروسہ کرتے تھے ہر چند کہ آپ حدیث میں انکے استاذ تھے بلکہ دنیا بھر کے شیخ تھے ۔
ابن اسحاق کے دوسرے استاذ عاصم بن عمر بن قتادہ نے فرمایا :۔
" جب تک ابن اسحاق زندہ ہیں ، دنیا میں علوم باقی رہیں گے۔ "
عبداللہ بن قائد نے کہا :۔
"ہم ابن اسحاق کی مجلس میں ہوتے تو جس فن کا تذکرہ شروع کردیتے اس دن مجلس اسی پر ختم ہوجاتی "
ابن حبان نے کہا:۔
" مدینہ میں کوئی علمی مجلس ،حدیث کی ہو یا دیگر علوم وفنون کی ، ابن اسحاق کی مجلس کے ہمسر نہ ہوتی ، اور خبروں کی حسن ترتیب میں یہ اور لوگوں سے آگے تھے ۔"
ابو یعلی جلیلی نے فرمایا :۔
" محمد بن اسحاق بہت بڑے عالم حدیث ، روایت میں واسع العلم اور ثقہ تھے ۔"
یحیی ابن معین ،یحیی ابن یحیی ، علی ابن عبداللہ المدینی استاذ امام بخاری ، احمد عجلی ،اور محمد ابن سعد وغیرہ نے کہا:۔
"محمد ابن اسحاق ثقہ ہیں ۔"
حضرت ابن البرقی نے فرمایا :۔
" علم حدیث والوں میں محمد بن اسحاق کے ثقہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں اور انکی حدیث حسن ہے۔"
حاکم نے ابو شیخی شیخ بخاری سے روایت کی کہ ۔
"ابن اسحاق ہمارے نزدیک ثقہ ہیں ۔"
محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا: ۔
" ابن اسحاق ثقہ ہیں ، ثقہ ہیں ، اس میں نہ ہمیں شبہ ہے ، نہ محققین محدثین کو شبہ ہے ۔"
محمد اسحاق کی توثیق حق صریح ہے اور امام مالک سے ان کے بارے میں جو کلام مروی ہے وہ صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت روایت انکے کلام کو کسی محدث نے تسلیم نہیں کیا ۔"
اکیس محدثین کے اقوال سے محمد ابن اسحاق کی توثیق وتعدیل ہے اور وہ بھی نہایت زور دار الفاظ میں ۔ اب بھی کیا کسی کو شبہ ہوسکتاہے کہ یہ حدیث محمد بن اسحاق کے سبب ساقط الاعتبار ہےدیکھئے
رسالہ شائم العنبر احمد رضا بریلوی صفحہ: 13تا25
نوٹ :مذکورہ جرح و تعدیل کی کتب کے حوالہ جات احمد رضا بریلوی کی کتاب میں موجود ہیں ساری وضاحت سے واضح ہوتا ہے کہ محدثین کے نزدیک امام محمدؒ بن اسحاق بن یسار کی بیان کردہ احادیث احکام میں بھی صحیح ہوتی ہیں اور جو لوگ ان کی احکامی احادیث کا انکار کرتے ہیں ان کا طرز عمل منافقت پہ مبنی ہے جیسا کہ اوپر منافقت واضح کر دی گئ

بھینس کی قربانی کے دلائل

حیدر علی سلفی

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم من الشیطان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد!

احناف مقلدین کے نزدیک بھینس کی قربانی جائز ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھینس کی قربانی کرنا ثابت نہیں ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر بھینس کی قربانی کرنا ثابت نہیں ہے پھر بھینس کا دودھ، گوشت کیوں کھایا جاتا ہے؟اس کا جواب یہ ہے، بھینس کے دودھ اور گوشت کی حلت قرآن مجید میں بیان کر دی گئی ہے جبکہ بھینس کی قربانی کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

احناف جو دلائل بھینس کی قربانی کے بارہ میں پیش کرتے ہیں وہ دلائل بھینس کی قربانی کے لئے نہیں ہیں بلکہ بھینس کی حلت کے بارہ میں ہیں۔

جن جانوروں کی قربانی کا حکم دیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ

"آٹھ نر مادہ ہیں دو بھیڑوں میں سے،دو بکریوں میں سے،دو اونٹوں میں سے اور دو گایوں میں سے"

سورہ الانعام

اس نص قرآنی سے واضح ہوتا ہے کہ قربانی کے جانور کون کون سے ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے، اس کے علاوہ اگر کوئی اس میں مزید اضافہ کرنا چاہتا ہے تو اس کا ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

احناف کے دلائل

پہلی دلیل وَاجْمَعُوا عَلٰى اَنَّ حُكْمَ الْجَوَامِيْسِ حُكْمُ الْبَقَرَةِ

آئمہ حضرات کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔یعنی دونوں کا حکم ایک ہے

کتاب الاجماع امام ابن منذر صفحہ:37

اس دلیل میں کہاں لکھا ہے کہ بھینس کی قربانی بھی گائے کی قربانی کی طرح ہے؟یہاں پر جو اجماع ذکر کیا گیا ہے وہ حلت کے بارہ میں ہے ناں کہ قربانی کے بارہ میں۔

دوسری دلیل

ابنِ قدامہ لکھتے ہیں

"لاخلاف فی هذا نعلمه"

اس مسئلے میں ہمارے علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں

المغنی جلد6صفحہ 230 مسئلہ:1711

اس دلیل سے احناف کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں، بھینس کی قربانی یا حلت؟؟؟یہاں پر کس مسلہ پر اختلاف نہیں ہے کے بارہ میں بات ہو رہی ہے؟
جو لوگ بھینس اور گائے کی مشابہت کی بنیاد پر قربانی کا جواز پیش کرتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ ہرن کی قربانی بھی کر لیا کریں وہ بھینس کی گائے کے ساتھ تشبیہ کی نسبت بکری سے زیادہ مشابہ ہے

☆☆

اہلحدیث اور انگریز مقلدین کو جواب

ابو نعمان محمد زبیر صادق آبادی

مقلدین کی طرف سے کئی سالوں سے اہل حدیث کے وجود کو ہندوستان میں انگریز کی آمد سے جوڑنے کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے تاکہ اپنے نئےوجود کو لوگوں کی نظروں سے بچا سکے۔ یہ کام وہی کرتا ہے جسے اپنے وجود پہ بھروسہ نہیں ہوتا۔

درحقیقت اہل حدیث ہندوستان میں ہی نہیں پوری دنیا میں اس وقت سے ہیں جب سے اسلام ہے ، یہ الگ بات ہے ہم حق پرستوں کی تعداد ہمیشہ کم رہی ہے ، اس کی وجہ اللہ رب العزت نے خود بتلادی ہے ۔ وقلیل من عبادی الشکور(القرآن) شکر گذار بندے تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔

اہل حدیث کو انگریز کی آمد سے جوڑنے کے واسطے مقلدوں کی عقل کا جنازہ نکل گیا ۔ ایک طرف تو اہل حدیث کو انگریز کی پیداوار کہتے ہیں دوسری طرف اہل الحدیث محدثین کی جماعت کہہ کر شروع اسلام سے اس کا وجود بھی مانتے ہیں ۔ ان کی عقل پہ ماتم کیا جائے اور کیا کیا جائے؟ ۔

اہل حدیث کا صحیح معنی اور اس کی صحیح تاریخ سمجھ لیں ۔

جیسے اہل السنہ سے سنت والے یعنی تمام مسلمان خواہ پڑھا ہو یا جاہل مراد ہیں اسی طرح اہل الحدیث سے حدیث پہ عمل کرنے والے تمام مسلمان خواہ پڑھا لکھا ہو ،غیرپڑھا لکھا مراد ہیں ۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

"صاحب الحديث عندنا من يستعمل الحديث"

ہمارے نزدیک اہلحدیث وہ ہے جو حدیث پر عمل کرتا ہے۔

مناقب الامام احمد بن حنبل لابن الجوزی صفحہ 209 و سندہ صحیح

میں دیوبندی یا بریلوی کو انگریزکی اولاد یا اس کی پیداوار نہیں کہہ سکتااللہ تعالی کے سامنے میری پوچھ ہوگی مگر ان دونوں کا وجود انگریزی دور سے ہے یہ بالیقن کہہ سکتا ہوں۔ مجھے تعجب اس بات پہ ہے اہل حدیث کو کیسے انگریز کی پیداوار کہا جاتا ہے؟ ، ذرہ برابر اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ ہند پہ راج کرنے والا انگریز تو سراپا کافر تھا ، مسلمان ان کافر کی پیداوار کیسے ہوسکتے ہیں ؟ شرم نہیں آتی یہ بات کہتے ہوئے ۔

؎ یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود

اہل حدیث کے مختلف نام ہیں ،ان میں سلفی، محمدی ، اہل السنہ اوراثری وغیرہ ہیں ۔ یہ سب اہل حدیث کے صفاتی نام ہیں جس کی پہچان حدیث میں طائفہ منصورہ بتلائی گئی ہے۔ طائفہ منصورہ بھی ایک وصفی نام ہے یعنی نجات پانے والی جماعت ۔ اس نام کا بھی یہ مطلب نہیں کہ اسلام سے ہٹ کر یہ ایک الگ فرقہ ہے ۔
گویا اہل الحدیث میں بشمول عوام وخواص صحابہ ، تابعین، تبع تابعین،ائمہ اور قیامت تک آنے والے حامل کتاب وسنت شامل ہیں۔ اس کا دوٹوک مطلب یہ ہوا کہ اہل حدیث سدا سے ہیں ۔ ائمہ و محدثین نے انگریز کی آمد سے سیکڑوں سال پہلے طائفہ منصورہ کو اہل حدیث بتلایا ہے ۔امام احمد بن حنبل، امام بخاری , امام علی بن المدینی اور بہت سے اہل علم نے طائفہ منصورہ اہل حدیث ہی کو قراردیا ہے۔

معرفۃ علوم الحدیث للحاکم:2 وصححہ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری جلد:13 صفحہ: 293 حدیث: 7311، مسالۃ الاحتجاج بالشافعی للخطیب صفحہ:47، سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوزی حدیث:2229

طوالت کے خوف سے اس بات کے ذکر کاموقع نہیں وگرنہ ہزاروں اہل علم کے اقوال پیش کئے جاسکتے ہیں جنہوں نے انگریز سے سیکڑوں سال پہلے جماعت اہل حدیث کا تذکرہ اس کی مدح سرائی کی ہے ۔
ایک عام طالب علم یا عام آدمی بغیر کتاب اٹھائے اور بغیر تاریخ کا پتہ کئے یہ بات کہہ سکتا ہے کہ
☆دیوبندی کی ابتداء مدرسہ دیوبند کے قیام سے ہے۔
☆ بریلوی کی ابتداء احمد رضابریلوی کی پیدائش کے بعد سے ہے ۔
☆اور اہل حدیث کی ابتداء اس وقت سے ہے جب سے حدیث اور عاملین بالکتاب والحدیث پائے جاتے ہیں ۔

تم ! اہل حدیث کی بات کرتے ہو۔انگریز سے ہماری کوئی نسبت ہی نہیں ، ہم تو اصل مسلمان سمجھ کر آزادی ہند میں گاجر مولی کی طرح کاٹے گئے اور تم تو وفاداران انگریز تھے، گوکہ اس نے تمہیں جنم نہیں دیا مگر تمہارا وجود اسی وفادار نے باقی رکھا کیونکہ اس کا ساتھ جو نبھاتے تھے ۔
مدرسہ دیوبند کا قیام 1867 اور احمد رضابریلوی کی پیدائش 1865 – ان دونوں کے معرض وجود میں آنے سے پہلےیعنی انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی سے پہلے فرقہ دیوبندیہ اور فرقہ بریلویہ کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ ہندوستان میں گوکہ پہلے ہی انگریز کی آمد ہوگئی تھی مگر 1857 کے بعد یہاں اس کا راج قائم ہوگیا۔ جس نے اس راج کا ساتھ دیا انگریز کا وفادار کہلایا اور جس نے مخالفت کی اسے غدار سمجھا گیا اور اسے قسم قسم کی سزا دی گئی ۔ ہمیں تو مخالف سمجھ کر وہابی کہا گیا اور ہم نے سینوں میں انگریز کی گولیاں کھائیں اور الحمد للہ اسلام بچایامگر ملک کا غدار ہونے کے ساتھ ، دین سے بھی کچھ مسلمانوں نے غداری کی جنہیں اسلامی تاریخ کبھی معاف نہیں کرسکتی ۔
میں پورے دیوبندی مسلمان کو مطعون نہیں کرتا اور نہ ہی کرسکتا ہوں ۔ خاص طور سے جو ابھی کے دیوبندی ان کا کوئی قصور نہیں مگر تاریخی حقائق کا انکار بھی نہیں کیا جاسکتا جس میں دیوبند اور آل دیوبند کا انگریزی سرکار سے دوستانہ تعلقات ملتے ہیں ۔

مدرسہ دیوبند اور انگریزی سرکار: جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہورہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کررہا ہے۔ یہ مدرسہ خلافِ سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار مد معاونِ سرکار ہے۔مولانا محمد احسن نانوتوی، صفحہ: 217

مدرسہ دیوبند کے کارکنان اور انگریز:مدرسہ دیوبند کے کارکنوں میں اکثریت ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پینشنز تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی۔حاشیہ سوانح قاسمی، جلد 2 صفحہ: 247

مدرسہ دیوبند کے بانی اور انگریز: مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کا انگریزی مدرسہ دہلی سے بھی تعلق رہا تذکرہ علمائے ہند فارسی صفحہ: 210

اس انگریزی کالج کا مقصد بھی جان لیں ۔

"عربی کالج (دہلی) کی مشین میں جو کل پرزے ڈھالے جاتے تھے ان کے متعلق طے کیا گیا تھا کہ صورت وشکل کے اور بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں اور مذاق ورائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو"۔سوانح قاسمی، جلد 1 صفحہ: 96-97

اسی کالج کے تربیت یافتہ مولوی قاسم، ان کے استادمملوک علی اور مولوی احسن نانوتوی وغیرہ تھے ۔ دیکھیں ۔مولانا احسن نانوتوی، صفحہ: 25،77
ارواحِ ثلاثہ، صفحہ: 301،تذکرہ علما ہند، ص 210

مولوی رشید احمد گنگوہی اور انگریز: دیوبندی حلقے کے ممتاز مصنف مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اپنی کتاب تذکرۃ الرشید میں انگریزی حکومت کے ساتھ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے نیاز مندانہ جذبات کی تصویر کھینچتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں آپ سمجھے ہوئے تھے کہ میں جب حقیقت میں سرکار کا فرماں بردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بیکانہ ہوگا اور اگر مارا بھی آگیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے ۔ تذکرۃ الرشید جلد 1 صفحہ: 80 ادارہ اسلامیات لاہور
مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کو سرکار برطانیہ (انگریز) سے چھ سو روپے ماہوار ملا کرتے تھے۔مکالمۃ الصدرین صفحہ نمبر 9 دارالاشاعت دیوبند ضلع سہانپور
تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی کو سرکار برطانیہ (انگریز) سے بذریعہ لیٹر پیسے ملتے تھے ۔مکالمۃ الصدرین صفحہ نمبر 8
جمعیت علمائے اسلام کو حکومت برطانیہ (انگریز) نے قائم کیا اور ان کی امداد کی۔مکالمۃ الصدرین صفحہ نمبر 7

حجت قائم کرنے کے لئے ایک ہی ثبوت کافی ہوتا ہے مگر یہاں اس قدر ثبوت موجود ہیں کہ آنکھیں بند کرنے سے بھی حقائق اوجھل نہیں ہوتے ۔

خلاصہ بیان کرتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ دیوبندی فرقہ انگریز کے دور سے معرض وجود میں آیا، اس فرقے کے سرکردہ علماء و مشائخ کی تربیت انگریزی اسکول میں ہوئی، اس فرقے پہ انگریزوں کے بے پناہ احسانات ہیں یا یہ کہہ لیں کہ انگریزی سرکار کا ساتھ نبھانے سے انہیں خوب خوب انگریزی عہدے اور انعامات ملے ۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

متوجہ ہوں

ماہنامہ منہاج الحدیث میں جو دوست احباب مضامین لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ جلد از جلد ادارہ سے رابطہ کریں

اللہ بڑا ہے یا عرش گھمن کو جواب

: حیدر علی سلفی

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الرحمن علی العرش استوی
اما بعد!!!

اہل السنہ، اہل الحدیث اور قیاسی مذاہب،حنفیہ ماتریدیہ کے درمیان استوی علی العرش کے عقیدہ کے بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے قیاسی مذاہب پرانے دور کے ہوں یا موجودہ دور کے اوکاڑوی، گھمن پارٹی ہو ان کا دامن دلائل سے بالکل خالی ہے یہی وجہ ہے کہ آج کل متعصب گھمن مولوی سوالات اور انسانی مثالوں کو اللہ تعالی کے لیے پیش کر کے اپنا عقیدہ ثابت کرنا چاہتا ہے-
مولوی گھمن اور پرائمری ماسٹر اوکاڑوی پہلا سوال کرتے ہیں اللہ تعالی بڑا ہے یا عرش؟؟؟دوسرا سوال کرتے ہیں مکان بڑا ہوتا ہے یا مکین؟؟؟ اگر مکین بڑا ہے تو مکان کے اندر کیسے آ سکتا ہے؟؟؟ اس مضمون میں ان سوالات کے جوابات بھی دیے گئے ہیں ،اور گھمنی پارٹی سے کچھ سوالات ہماری طرف سے بھی کیے گئے ہیں جن کا جواب مطلوب ہے-
عرش بڑا ہے یا اللہ تعالی اس کی وضاحت سے پہلے استوی کے بارہ میں اہل الحدیث کا عقیدہ واضح کرنا ضروری ہے اہل الحدیث کے عقیدہ استوی کے بارہ میں کتاب و سنت کی روشنی میں دلائل ملاحظہ فرمائیں-

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الاعراف:54

بے شک تمھارا رب اللہ ہے،جس نے آسمانوں اورزمین کو چھ دن میں پیدا کیا،پھر عرش پر بلند ہوا۔"

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ یونس:3
"بے شک تمھارا رب اللہ ہے،جس نے آسمانوں اورزمین کو چھ دن میں پیدا کیا،پھر عرش پر بلند ہوا۔"

اَللّٰهُ الَّذِىۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ الرعد:2
''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستونوں کے،جنھیں تم دیکھتے ہو،پھر وہ عرش پر بلند ہوا۔''

الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ طہ:5

''وہ بے حد رحم والا عرش پر بلند ہوا۔''

الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الفرقان:59

''وہ جس نے آسمانوں اورزمین کو اورجو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ،چھ دنوں میں پیدا کیا ،پھر عرش پر بلند ہوا۔''

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ السجدہ:4

''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اورزمین اور ان دونوں کے درمیان کی ہرچیز کو چھ دنوں میں پیدا کیا ،پھروہ عرش پر بلند ہوا۔''

هو الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الحدید:4

وہی ہے جس نے آسمانوں اورزمین کو چھ دن میں پیدا کیا،پھروہ عرش پر بلند ہوا۔"

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى سورۃ الاعلی : 1

" اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر "

يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ سورۃ النحل : 50

"اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے، کپکپاتے رہتے ہیں اور جو حکم مل جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں "

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۔ سورۃ فاطر : 10

تمام تر ستھرے کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے

بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا النساء: 158

بلکہ اللہ تعالی نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے "

أَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ الملک : 16

تم اس سے جو آسمان میں ہے بےخوف ہو کہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ اس وقت حرکت کرنے لگے

ان تمام قرآنی آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اوپر عرش پر ہے اور اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ،قدرت،طاقت ہر چیز پر مسلط ہے،ان دلائل سے جان چھڑانے کے لیے گھمنی ذریت ان آیات کو تشابہات القرآن قرار دیتے ہیں یا پھر استوی کا اصل معنیٰ بگاڑ دیتے ہیں یا پھر جاہلانہ سوالات کا سہارا لیتے ہیں اب استوی کا مفہوم قرآن مجید سے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے جس سے استوی علی العرش کی وضاحت مل جاتی ہے۔

پہلی مثال:

لِتَسْتَوُۥا۟ عَلَىٰ ظُهُورِهِۦ الزخرف:13

تاکہ تم ان جانوروں کی پیٹھ پر بیٹھ کر سواری کرو

دوسری مثال:

وَٱسْتَوَتْ عَلَى ٱلْجُودِىِّ ہود:44

نوح کی کشتی جودی پہاڑ پر آکر کھڑی ہوئی

آثار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن مجید کی متعدد آیات کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیکڑوں احادیث مبارکہ موجود ہیں جن سے استوی علی العرش کی وضاحت مل جاتی ہے اختصار کے پیش نظر چند ایک پیش کر رہا ہوں کیونکہ اصل بحث کچھ اور ہے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب بنت جحشؓ اس بات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ میری شادی ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اللہ رب العزت نے کروائی ہے۔
صحیح بخاری رقم: 6870

حضرت ابی سعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،کیا تم مجھے امین تسلیم نہیں کرتے؟ حالانکہ مجھے اس نے امین تسلیم کیا جو آسمان پر ہے۔میرے پاس آسمان سے خبر صبح و شام آتی ہے۔
صحیح بخاری رقم: 4004

رسول اللہ ﷺ کا معراج کا واقعہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے ساتوں آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا سدرۃ المنتھی کے پاس۔وہاں میں نے اللہ جل جلالہ کو سجدہ کیا پھر اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازوں کا حکم دیا۔
سنن نسائی رقم: 446

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سورج جب اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس سے گذرتا ہے تو جھک جاتا ہے اور جھک کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ ریز ہوتا ہے
صحیح البخاری

ان تمام آثار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے اوپر ہے،، ہم اس کی کیفیت کو نہیں جانتے البتہ عرش کے اوپر اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے
اب دلائل کے میدان میں ذلت ورسوائی کے بعد گھمنی پارٹی یہ سوال کرتی ہے کہ اللہ بڑا ہے یا پھر عرش؟؟؟اللہ کا عرش مبارک کتنا بڑا ہے اس کی وسعت کتنی ہے اللہ تعالیٰ کی کرسی کتنی وسیع ہے اس کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں

امام ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ باسند روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اللہ تعالی کی کرسی کے ساتھ سات آسمانوں کو یوں نسبت ہے جیسے سات درہم کسی ڈھال میں رکھے ہوں۔اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالی کی کرسی اس کے عرش کے مقابلہ میں یوں ہے جیسے لوہے کا چھلا کسی وسیع و عریض میدان میں رکھا ہو۔
تفسیر ابن جریر للطبری، حدیث:4522،الاسماء و الصفات للبیهقی، حدیث:510

مولوی الیاس گھمن کہتا ہے مکان مکین سے بڑا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑا ہے تو پھر عرش پر کیسے مستوی ہے؟؟؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہو کر بھی چھوٹے عرش پر مستوی ہونے کی قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ جب کائنات کے ذرے ذرے پہ حاکمیت پر قدرت رکھتا ہے تو پھر عرش پر مستوی ہونا کونسا مشکل کام ہے ، یہ بھی ایک ضابطہ ہے ہم گھر اور مکان بناتے ہیں، ان کی چھتوں کے لیے ستون بنائے جاتے ہیں،اگر چھت کے نیچے سے دیوار اور ستون نکال دیا جائے تو اس چھت کا کیا حال ہوگا؟لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا آسمان بغیر کسی ستون اور بنیاد کے کھڑا کر دیا، جب اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے لیے عرش پر مستوی ہونا کونسا مشکل کام ہے؟؟؟

اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے، بے وقوفی پر مبنی مثالیں اللہ تعالیٰ کے لیے پیش کرنا گھمنی ذریت کی جہالت کا ثبوت ہے

اللہ بڑا ہے یا عرش؟؟؟

قرآن مجید میں اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے، اللہ تعالٰی قیامت کے دن پوری کائنات کو اپنے ہاتھ میں لے کر جھنجوڑ کر رکھ دے گا

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ •سورۃ الزمر: 67

اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالٰی کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اللہ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑے گا اور فرمائے
گا:میں بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں جنہوں نے دنیا میں خود کو سرکش ارو متکبر سمجھا؟ پھر ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لے لے گا اور فرمائے گا:میں بادشاہ ہوں۔کہاں ہیں جنہوں نے دنیا میں خود کو سرکش اورمتکبر سمجھا؟"
صحیح مسلم، صفات المنافقین واحکامھم النار، حدیث رقم:2788
ابن عباس رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:قیامت کے دن ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اللہ تعالی کی مٹھی میں ایسے ہوں گی جیسے تم میں سے کسی کے ہاتھ میں رائی کا دانہ۔
تفسیر ابن جریر للطبری جلد:24 صفحہ:32

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی پوری کائنات کو اپنے ہاتھ میں لے کر جھنجوڑ کر سوال کرے گا،واضح ہوا کہ اللہ تعالی کا ہاتھ سب سے بڑا ہے اس کی وسعت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، جبکہ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح احادیث موجود ہیں جو گھٹنی سوچ کو باطل قرار دیتی ہیں

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وآله وسلم، (فَذَكَرَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا)، قَالَ: فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ، قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ، وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِي إِخْوَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا إِخْوَانُنَا، كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا، وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا، وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا، فَيَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى: اِذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ، وَيُحَرِّمُ اللهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، فَيَأْتُوْنَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا، ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبُوْا، فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا، ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا. قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُوْنِي فَاقْرَءُوا (إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضٰعِفْهَا) [النساء، 4: 40]. فَيَشْفَعُ النَّبِيُّوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ. فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: بَقِيَتْ شَفَاعَتِي، فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ، فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوْا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ، يُقَالُ لَهُ: مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ، قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَإِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ، فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ، وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ، فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ، فَيُجْعَلُ فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ، أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ، فَيُقَالُ لَهُمْ: لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.

’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیثِ مبارکہ مروی ہے جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مؤمنین کا اپنے مؤمن بھائیوں کی شفاعت کرنے کے باب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم مجھ سے حق کا مطالبہ کرنے میں جو تمہارے لئے واضح ہوچکا ہے آج اس قدر سخت نہیں ہو جس قدر شدت کے ساتھ مومن اس روز اللہ سے مطالبہ کریں گے جس وقت وہ دیکھیں گے کہ وہ نجات پاگئے ہیں۔ اپنے بھائیوں کے حق میں مطالبہ کرتے ہوئے وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! (یہ) ہمارے بھائی (جن کو تو نے دوزخ میں ڈال دیا ہے ہماری سنگت اختیار کیے ہوئے تھے یہ) ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جس کے دل میں دینار کے وزن کے برابر ایمان پاؤ اسے (دوزخ سے) نکال لو اور اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو آگ پر حرام کردیگا، پس وہ ان کے پاس آئیں گے جبکہ بعض قدموں تک اور بعض پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے چنانچہ وہ جن کو پہچانیں گے انہیں نکال لیں گے۔ پھر واپس لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان پاؤ اسے بھی نکال لو، پس وہ جسے پہچانیں گے نکال لیں گے۔ پھر وہ واپس لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان پاؤ اسے بھی نکال لو چنانچہ وہ جسے پہچانیں گے نکال لیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جسے یقین نہ آتا ہو وہ یہ آیت پڑھ لے: (بے شک اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا، اوراگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوگنا کر دیتا ہے) [النساء، 4 : 40]، (تو صحبتِ صالحین بھی عظیم نیکی ہے۔)

پس انبیاء، فرشتے اور مؤمنین شفاعت کریں گے تو خالق ومالک جبار فرمائے گا : میری شفاعت باقی ہے پھر وہ دوزخ سے (جہنمیوں کو) مٹھی بھر کر نکالے گا جو جل کر کوئلے کی طرح ہو چکے ہوں گے اور انہیں نہرِ حیات میں ڈال دیا جائے گا جو جنت کے کناروں پر ہے۔ چنانچہ وہ اس طرح تر و تازہ ہو کر نکلیں گے جیسے سیلابی جگہ سے دانہ اُگتا ہے جن کو تم نے کسی پتھر یا درخت کے پاس دیکھا ہو گا۔ جو ان میں سے سورج کی طرف ہوتا ہے سبز اور جو سایہ میں ہوتا ہے سفید رہتا ہے گویا وہ موتیوں کی مانند نکلیں گے اور ان کی گردنوں میں مہریں لگا دی جائیں گی تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اہلِ جنت کہیں گے : یہ رحمان کے آزاد کردہ ہیں کہ اس نے ان کو بغیر عمل کیے اور بغیر کسی بھلائی کو آگے بھیجے کے جنت میں داخل کر دیا۔ پس ان (جہنم سے آزاد ہونے والوں) سے کہا جائے گا : جو کچھ تم نے دیکھا وہ بھی تمھارا ہے اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی ہے

صحیح البخاری رقم :4919، 7439، صحیح ابنِ حبان رقم : 7377، مستدرک حاکم رقم : 8736

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اللہ تعالی اپنی مٹھی بھر کر جہنم سے نکالے گا اب ہمارا گھمن پارٹی سے سوال ہے کہ اللہ تعالی کا ہاتھ جس کے اندر پوری کائنات ہے وہ بڑا ہے یا جہنم؟؟؟

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالی کا ہاتھ جہنم سے بڑا ہے ،گھمن کے اصول کے مطابق مکان مکین سے بڑا ہوتا ہے ،اللہ کا ہاتھ جو بڑا ہے، وہ جہنم میں کیسے داخل ہو گا؟؟؟

دوسری حدیث

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم "تحاجت الجنة والنار، فقالت النار: أوثرت بالمتكبرين والمتجبرين، وقالت الجنة: ما لي لا يدخلني إلا ضعفاء الناس وسقطهم، قال الله تبارك وتعالى للجنة: أنت رحمتي أرحم بك من أشاء من عبادي، وقال للنار: إنما أنت عذابي أعذب بك من أشاء من عبادي، ولكل واحدة منهما ملؤها، فأما النار: فلا تمتلئ حتى يضع رجله فتقول: قط قط

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے بحث کی ، دوزخ نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوں ۔ جنت نے کہا مجھے کیا ہواکہ میرے اندر صرف کمزور اور دنیوی نقطہ نظر سے کم رتبہ والے لوگ داخل ہوں گے ۔ اللہ تعالی نے اس پر جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے ، تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں اور دوزخ سے کہا کہ تو عذاب ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب دوں ۔ جنت اور دوزخ دونوں بھریں گی ۔ دوزخ تو اس پر وقت تک نہیں بھرے گی پھر اللہ رب العزت اپنا قدم مبارک اس میں رکھ دے گا۔ اس وقت وہ بولے گی کہ بس بس --

صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن ،باب قولہ: وتقول ھل من مزید رقم:4850

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک جہنم میں داخل کر دے گا ،اب ہمارا جاہل گھسن پارٹی سے سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قدم مبارکہ بڑا ہے یا جہنم؟؟؟
ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قدم مبارک جہنم سے بڑا ہے ،گھسن کے اصول کے مطابق مکان مکین سے بڑا ہوتا ہے ،اللہ تعالیٰ کا قدم مبارک جو بڑا ہے، وہ جہنم میں کیسے داخل ہو گا؟؟؟
ان سوالات کا جواب اوکاڑوی و گھمنی ذریت کے ہاں کیا ہے اس کے بارہ میں تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، البتہ ان سوالات کا صحیح جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ جس طرح اپنا ہاتھ، اور قدم جہنم میں داخل کرنے پر قادر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہونے پر بھی قادر ہے-اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کو تسلیم نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت کو مشکوک قرار دیتا ہے